کتاب نما

اسلامی ریاست' مولانا امین احسن اصلاحی۔ ناشر: دارالتذکیر' رحمن مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اُردو بازار' لاہور۔ صفحات: ۳۳۲۔ قیمت: ۱۵۰ روپے۔

اسلام کے اجتماعی نظام کا عملی اظہار اسلامی شریعت پر مبنی اسلامی ریاست ہے' اور اسی ریاست کے ذریعے اسلامی عدلِ اجتماعی اور اجتماعی سطح پر تقویٰ کی زندگی گزارنا ممکن ہے۔ صدیوں تک ملوکیت' استعمار کی غلامی اور علما کے غالب طبقے کی جانب سے' حالت موجودہ پر صبر وشکر کر بیٹھنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ برعظیم پاک و ہند میں ایک طویل مدت تک اسلامی ریاست کے قیام اور اسلامی شریعت کے نفاذ کا مسئلہ نظروں سے اوجھل رہا۔ البتہ انیسویں صدی میں سید احمد شہیدؒ (م: ۱۸۳۱ء) نے اور پھر بیسویں صدی میں سید مودودیؒ (م: ۱۹۷۹ء) نے اسلامی ریاست کے بھولے سبق کو یاد دلانے کی کوشش کی۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ (م: ۱۹۹۷ء)' فہم قرآنیات کے حوالے سے ایک عظیم شخصیت اور اپنی مثال آپ اسکالر تھے۔ انھوں نے جماعت اسلامی کے ساتھ اپنے زمانۂ وابستگی میں اسلامی ریاست کے مختلف عناصر ترکیبی پر تحریر و تالیف کا بہت اہم اور عالمانہ کام سرانجام دیا' تاہم وہ اس علمی منصوبے کو مکمل نہ کر سکے (ص ۱۳)۔ لیکن اس کے جو حصے انھوں نے لکھے وہ ان کی علمی بصیرت' دینی حمیت اور سیاسی دوراندیشی کا ایک قیمتی نمونہ ہیں۔ زیرنظر کتاب میں اس نوعیت کی تحریروں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ اسے مولانا مودودیؒ کی کتاب اسلامی ریاست کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو فکری مباحث کا ایک وسیع منظرنامہ سامنے آتا ہے۔

اصلاحی صاحب نے ابتدا میں وضاحت کی ہے کہ ان کی دانست میں: 'اسلامی خلافت' کا

مطلب 'اسلامی ریاست ہے' اور 'امامت و امارت' کا مطلب 'اسلامی حکومت' ہے (ص ۱۶)۔ اس ریاست کی مقننہ اور انتظامیہ کے کردار پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اسلام میں شوریٰ متعین بھی ہے اور امیر اس کی اکثریت کے فیصلوں کا پابند بھی ہے۔ [موجودہ] زمانے میں شوریٰ کو متعین کرنے کے، بعض ضروری اصلاحات کے ساتھ، انتخاب کے جدید طریقوں کو اختیار کیا جا سکتا ہے'' (ص ۴۴)۔ مزید یہ کہ امیر یا خلیفہ مجلس شوریٰ کی رائے کو مسترد (ویٹو) نہیں کرسکتا (ص ۴۲-۴۴)۔ رسولؐ اللہ نے جس معاملے میں بھی لوگوں سے مشورہ لیا، اس میں اکثریت کے فیصلے کے مطابق ہی عمل کیا (ص ۴۰)۔ ''سمع و طاعت...... زمین میں خدا کے دین کے نفاذ و قیام کا ذریعہ ہے''۔ اور: ''اقامت دین...... اسلامی ریاست کا اصلی مقصد قیام ہے'' (ص ۱۵۳)...... ''اگر اسلامی ریاست کا وجود نہ ہو تو، نہ اجتماعی زندگی بِرّ و تقویٰ سے آشنا ہوسکتی ہے اور نہ انفرادی زندگیوں ہی میں اس کا قائم رکھنا ممکن ہوسکتا ہے''۔ (ص ۱۵۶)

قومیت کے مسئلے پر بلند درجہ بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''کسی نسلی قومیت کے اندر یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ کسی جہانی ریاست کی بنیاد رکھ سکے'' (ص ۷۰)--- اسلامی ریاست کے غیر مسلم باشندوں کے مقام شہریت پر کہتے ہیں: ''ذمیوں کو حقوق، مسلمانوں یا ان کی حکومت کی طرف سے نہیں بلکہ خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ان کی ضمانت پر دیے جاتے ہیں، ان کی ادایگی میں دانستہ اور بلاعذر کوتاہی، خدا اور رسولؐ سے خیانت اور غداری ہوگی'' (ص ۲۰۰، ۲۰۱)۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا: ''جس نے کسی معاہد [ذمی] پر ظلم کیا یا اس پر اس کی برداشت سے زیادہ بار ڈالا تو میں قیامت کے دن خود اس سے جھگڑنے والا بنوں گا...... یہ تمھارے غلام نہیں کہ تم ان کو وہاں سے یہاں اور یہاں سے وہاں پھینکتے پھرو۔ یہ آزاد اہل ذمہ ہیں''۔ (ص ۱۹۵)

کم و بیش نصف صدی قبل کے یہ علمی مباحث، اپنی فکری اہمیت کے باعث آج بھی تر و تازہ اور موجودہ حالات میں بامعنی ہیں۔ خصوصاً ''فکرِ اصلاحی'' کے قائلین کو، اس نوعیت کے نکات، غور و فکر کی ... دے رہے ہیں، مثلاً: ''[اسلامی] ریاست کے تحفظ، اور اس کے مقصد جہاد فی سبیل اللّٰہ کی ... کے لیے ہر ذی صلاحیت شہری کا فرض ہے کہ وہ برابر مستعد اور تیار رہے۔ اعلاے کلمۃ اللہ